

آج کا خطبہ صدقہ فطر اور عید الفطر کے فضائل و مسائل

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عن عبد اللہ بن عمر، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: " فرض زکوۃ الفطر من رمضان علی کل نفس من المسلمین، حراً و عبداً، و رجلاً و امرأة، صغیراً و کبیراً، صاعاً من تمر و صاعاً من شعیر " (صحیح مسلم)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں مسلمانوں میں سے ہر انسان پر آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا کھجوروں کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع صدقہ فطر مقرر فرمایا“

سوال: صدقہ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب: فطر کے معنی روزہ افطار کرنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رمضان شریف کے روزے ختم ہونے کی خوشی میں شکر یہ کے طور پر یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے اسی کو صدقہ فطر کہتے ہیں۔ رمضان کے روزے ختم ہونے کی خوشی میں جو عید منائی جاتی ہے اس کو اسی لئے عید الفطر کہا جاتا ہے۔

سوال: صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے، جو نصاب زکوۃ کا ہے وہی اس کا بھی ہے، فرق دونوں میں یہ ہے کہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے تو چاندی یا سونا یا مال تجارت ہونا اور اس پر ایک سال گزرنا شرط ہے، اور صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے ان باتوں کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کے واجب ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ ضروری سامان کے علاوہ کسی کے پاس اتنا مال و اسباب ہو جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر سال گزرنا شرط نہیں۔

مثلاً کسی کے پاس استعمال کے کپڑوں سے زیادہ کپڑے رکھے ہوئے ہیں یا کسی کا کوئی ذاتی مکان خالی پڑا ہے یا اسی قسم کا کوئی اور سامان اور اسباب ہے جو اس کی حاجت اور ضرورت سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زیادہ ہے تو ایسے شخص پر صدقہ فطر واجب ہے۔ آج کل نصاب زکوٰۃ تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار روپے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کو مقرر کر کے مکہ معظمہ کے گلی کو چوں میں یہ اعلان کرایا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو کہ غلام۔ (ابوداؤد)

سوال: صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے اور جس شخص نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔ (دارقطنی، بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ماہ رمضان کا روزہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ اور بغیر صدقہ فطر کے اوپر نہیں اٹھایا جاتا۔

سوال: صدقہ فطر کا فلسفہ کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر غرباء کے کھانے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہے اور اس لئے بھی مقرر کیا گیا ہے کہ روزوں میں جو کوتاہی ہو گئی ہو وہ دور ہو جائے، روزوں میں کبھی لغو اور بیہودہ بات ہو جاتی ہے وہ صدقہ فطر سے معاف ہو جائے (ابوداؤد)

عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ یا ثعلبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نصف صاع گندم ہر شخص کے ذمہ ہے بچہ ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، غنی ہو یا فقیر۔ غنی کو تو اللہ تعالیٰ (صدقہ فطر کی وجہ سے) پاک کر دیتے ہیں (اس کی جان اور مال دونوں کو) اور فقیر کو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ واپس کر دیتے ہیں، جو اس نے (صدقہ میں) دیا ہے، (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سورۃ الاعلیٰ کی آیت نمبر 15، 14 ”یعنی جس نے پاکی حاصل کی اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی وہ کامیاب ہو گیا“ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”تَزَكَّى“ سے مراد یہاں صدقۃ الفطر ہے، اور ذَكَرَ اسْمَ رَبِّہ سے تکبیرات عید مراد ہیں، اور فَصَّلَی میں نماز عید کا ذکر ہے، یعنی عید کے روز کا پروگرام یوں ہے، صدقۃ الفطر، پھر تکبیریں، پھر نماز (فوائد عثمانی)

معلوم ہوا کہ ”تَزَكَّى“ سے مراد صدقۃ فطر ادا کرنا ہے، کیونکہ اس سے تزکیہ اور صفائی حاصل ہوتی ہے، اور اللہ کا نام لینے سے مراد تکبیر تحریمہ اور تکبیرات زائد ہیں جو عید کی نماز میں کہی جاتی ہیں، اور نماز سے عید کی نماز مراد ہے۔

سوال: صدقۃ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق صدقۃ فطر گندم سے نصف صاع یعنی پونے دو کلو اور کچھ اور کشمش کے حساب سے ایک صاع یعنی ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت دے دی جائے۔

سوال: کیا صدقۃ فطر کی مقدار سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۃ فطر کی مقدار ہے پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کرنے سے صدقۃ فطر ادا ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس سے زائد دے تو اس زائد کا ثواب علیحدہ ملے گا

سوال: کیا قرض دار پر صدقۃ فطر واجب ہوتا ہے؟

جواب: کسی شخص کے پاس ضروری اسباب (یعنی اپنی حاجت) سے زیادہ مال و اسباب ہے اور وہ قرض دار بھی ہے تو یہ اندازہ کر کے دیکھا جائے کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا مال بچ جائے جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ تو اس پر صدقۃ فطر واجب ہے، اور اتنی مقدار سے کم ہو تو واجب نہیں۔

سوال: اگر کوئی عید سے پہلے رمضان میں وفات پا جائے تو کیا اس کی طرف سے صدقۃ فطر دیا جائے گا؟

جواب: اگر کوئی شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مر گیا تو اس پر صدقۃ فطر واجب نہیں، اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے نہ دیا جائے۔ (عالمگیری)

سوال: صدقۃ فطر کب دینا چاہیے؟

جواب: مستحب اور زیادہ ثواب کی بات یہ ہے کہ عید کی نماز پڑھنے کے لئے جانے سے پہلے صدقۃ فطر ادا

کر دیا جائے (عالمگیری)

اگر صدقہ فطر کوئی شخص رمضان میں دیدے تو دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں (درمختار، ج: 2)

اگر کوئی شخص عید کے دن صدقہ فطر نہ دے سکا تو بعد میں دیدے (ہدایہ ج: 1)

سوال: کیا روزہ نہ رکھنے والا صدقہ فطر ادا کرے گا؟

جواب: کسی نے اگر کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، روزہ رکھنے

والے اور نہ رکھنے والے میں کوئی فرق نہیں (عالمگیری، ج: 1)

سوال: کیا ایک شخص کا صدقہ فطر دو یا زیادہ مستحق افراد میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب: ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک محتاج کو یا تھوڑا تھوڑا کئی کو دے سکتے ہیں (درمختار، ج: 2)

سوال: کیا ہم گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک ہی شخص کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں؟

جواب: کئی آدمی مل کر ایک محتاج کو بھی صدقہ فطر دے سکتے ہیں، لیکن وہ صدقہ فطر اتنا زیادہ نہ ہو کہ مقدار

زکوٰۃ کو پہنچ جائے۔ (درمختار، ج: 2)

سوال: صدقہ فطر میں گندم دینا ضروری ہے یا رقم بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: صدقہ فطر میں اگر غلہ، کپڑے کی بجائے قیمت دیدے تو زیادہ اچھا ہے۔ (عالمگیری، ج: 1)

سوال: کن لوگوں کو صدقہ فطر دے سکتے ہیں؟

جواب: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے وہی لوگ صدقہ فطر کے بھی مستحق ہیں (درمختار: ج 2)

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ توبہ کی آیت نمبر ساٹھ میں بیان فرمائے ہیں

اس آیت کے ترجمہ کا مطالعہ کر لیا جائے۔

سوال: کیا صدقہ فطر گھر کے دیگر افراد کی طرف سے بھی دینا ہوگا؟

جواب: مرد پر صدقہ فطر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی واجب ہے، ایسے ہی جو بچہ عید کے دن صبح

صادق سے پہلے پیدا ہو، اس کا بھی صدقہ فطر دیا جائے (درمختار)

البتہ بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اور بالغ اولاد اگر خود صاحب نصاب ہو تو

اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔ ورنہ واجب نہ ہوگا۔

سوال: کیا مستحق رشتہ دار کو صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق مستحق رشتہ دار کو صدقہ فطر اور زکوٰۃ دینے سے دو ثواب ملتے

ہیں۔ ایک صدقہ زکوٰۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔

سوال: کن رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے؟

جواب: جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے، مثلاً بھائی، بہن، بھتیجی،

بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلے باپ، سوتیلی ماں، ساس، خسر، سالہ، سالی وغیرہ، ان سب کو زکوٰۃ اور

صدقہ فطر دینا جائز ہے (شامی)

سوال: کن رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں؟

جواب: ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا، پردادی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، خاوند، بیوی

وغیرہ ان سب کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

سوال: کیا صدقہ فطر دیتے وقت یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ صدقہ فطر ہے؟

جواب: جی نہیں! صدقہ فطر ادا کرتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ صدقہ فطر ہے۔ تحفہ یا ہدیہ کہہ کر بھی

دے سکتے ہیں۔

عید الفطر کی حقیقت و فضائل:

دین اسلام نے دو تہوار مقرر کئے ہیں۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ان کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

حدیث میں ہے جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ دو دن کھیل

کو دمیں گزارتے ہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ لوگ دو دن کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ہم زمانہ

جاہلیت میں ان دنوں میں تہوار منایا کرتے تھے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں دنوں کی

بجائے تم مسلمانوں کو ان سے بہتر دن عنایت فرمائے ہیں، ایک عید الفطر، دوسرا عید الاضحیٰ (ابوداؤد)

ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص دونوں عیدوں کی رات میں حصول ثواب کی نیت سے (عبادت کے

لئے) جاگے گا تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا، جس دن عام لوگوں کے دل مُردہ ہوں گے (ابن ماجہ) یعنی قیامت کے دن ایسے آدمی کا دل زندہ رہے گا، ورنہ عام طور پر اس دن لوگوں کے دل مُرجھائے ہوئے ہوں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شعبان کی پندرہویں شب اور عید الفطر کی رات اور ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتوں میں عبادت کی غرض سے جاگے، اس کے لئے جنت واجب کر دی جائے گی (اصبہانی)

عید کے دن کی فضیلت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا صلہ کیا ہے جو اپنی محنت کا پورا پورا حق ادا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب اس کا صلہ تو یہی ہے کہ اس کی محنت کا پورا پورا معاوضہ دیدیا جائے۔

فرشتوں کے اس جواب پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے رمضان کے روزے رکھنے والوں اور تراویح اور نوافل میں قیام کر نیوالوں کا ثواب اپنی رضا اور مغفرت کو قرار دیا ہے، انہوں نے میرا فرض ادا کیا (روزہ رکھا) اس کے بعد نماز عید کے شوق میں میری تعریف کرتے ہوئے عید گاہ گئے، لہذا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! کہ ان کی خطاؤں سے درگزر کروں گا، اور ان کے عیبوں کو چھپاؤں گا، جو دعا کریں گے ان کو شرف قبولیت بخشوں گا۔

اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: اے میرے بندو! واپس جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہوں کی معافی کا اعلان ہو چکا ہوتا ہے (بیہقی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے“ (بیہقی)

سوال: پہلی امتوں میں عید کب ہوتی تھی؟

جواب: پہلے انبیاء کی امتیں بھی کسی نہ کسی شکل میں عید منایا کرتی تھیں مثلاً: آدم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت اس دن عید

مناتی تھی جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی تھی جس دن آسمان سے مائدہ نازل ہوا تھا۔ عرب بھی سال میں مختلف تہوار مناتے تھے، جن میں جُؤا، شراب نوشی، شعر و شاعری، رقص و سرور کی محفلیں آراستہ و پیراستہ کی جاتی تھیں، یہ اسلام کا فیض ہے کہ اس نے ان تقریبات کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا، اور اعلان کیا کہ تمہیں چاہیے کہ رمضان کے روزوں کی گنتی پوری کرو، اور اس انعام پر اللہ نے تمہیں ہدایت سے نوازا ہے، لہذا اس کی کبریائی بیان کرو، ممکن ہے اس عمل سے تم شکرگزاری کو اپنا شیوہ بنا سکو۔

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک عید کی کیا حقیقت تھی؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو ذکر الہی، حمد و ثنا، اور عظمت و بزرگی کے بیان سے زینت دو“ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”شوال کی پہلی تاریخ کو روزہ سے نہ رہو، یعنی عید کے دن کھاؤ پیو اور خدا کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو“ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”عید الفطر نام ہے صدقہ فطر ادا کرنے اور نماز پڑھنے کا“

شوال کے روزے:

ان روزوں کی بڑی فضیلت ہے حدیث میں ہے: ”کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ یا سال بھر روزے رکھے (صحیح مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد پاک تھا۔ (طبرانی، اوسط)

نسائی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس نیکیوں کے برابر کیا ہے، پس ایک مہینہ (رمضان) تو دس مہینوں کے برابر ہو گیا اور عید الفطر کے بعد چھ روزوں سے سال پورا ہو گیا۔

رمضان کے روزے تو دس مہینوں کے برابر ہو گئے، اور اس کے بعد چھ روزے (شوال کے) دو مہینوں کے

برابر ہیں (ابن خزیمہ)

شوال کے یہ چھ روزے عید الفطر کے فوراً بعد یا ایک ساتھ رکھنے ضروری نہیں بلکہ پورے شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عید کی حقیقی خوشی عطا فرمانے سے پہلے رمضان کے روزے فرض کیے ایک ماہ تک دن بھر کھانے پینے سے روکا، نفس کی مخصوص خواہشات پورا کرنے سے منع کر دیا اور مقصد یہ بتایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ) جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کے حقوق و آداب کے ساتھ پورا کر دیا تو روزہ دار کے دل میں نور تقویٰ پیدا ہو گیا اسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے مسلمان عظیم اجتماع کے ساتھ دو رکعت نماز عید پڑھ کر شکر خداوندی ادا کرتا ہے غرباء کو صدقہ فطر ادا کر کے اپنے روزہ کی کوتاہیوں کو مٹانے کے ساتھ ساتھ ان محتاج افراد کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرتا ہے۔ اس حقیقی خوشی کا لطف وہی خوش نصیب روزہ دار جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مکمل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس عید کا نام رسول اللہ ﷺ نے ”عید الفطر“ رکھا یعنی روزہ کھولنے کی عید اب جس شخص نے روزہ رکھا ہی نہیں اسے روزہ کھولنے کی خوشی کیا ہوگی اور دوسری طرف اگر روزہ رکھنے والوں نے عید کو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو پورا کر کے منایا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر نفس کی تربیت میں کمی رہ گئی یا عید کی خوشی منانے والے کا دل اس نور تقویٰ سے بالکل خالی ہے اور وہ شخص عید کی خوشیاں محض رسمی طور پر منانے میں مشغول ہے۔

سنت نبوی ﷺ کے مطابق عید الفطر کس طرح منائی جائے؟

جب ہمیں اسلام نے عید الفطر کی خوشیاں عطا فرمائیں تو ان خوشیوں کو اسی طرح منانا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوشی کے یہ لمحات گزارے۔ احادیث کی روشنی میں عید الفطر کے ان اعمال کو ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کو سنت نبوی ﷺ سمجھ کر ادا کرے، اس لیے کہ ان میں سے اکثر کام عام مسلمان کرتا ہے لیکن ذہن میں قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔

(۱) عید کے دن صبح جلدی بیدار ہونا۔ (۲) مسواک کرنا

(۳) غسل کرنا۔ حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ

عید الفطر، یوم النحر اور یوم عرفہ کو غسل فرمایا کرتے تھے۔

(۴) عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے، آپ ﷺ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر اوڑھتے یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بُردِ یمانی کہا جاتا ہے (مدارج النبوة)

(۵) عید کے دن زیب و زینت اور شریعت کے موافق آرائش کرنا مستحب ہے (مدارج النبوة)
مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں ”لوگ کپڑوں کا بہت اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض قرض لے کر نئے کپڑے بنواتے ہیں، بعض

مستعار (ادھار مانگ کر) پہنتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس موجود کپڑے ان میں سے جو اچھے ہیں وہ پہنے۔ (زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۲)

(۶) خوشبو لگانا۔ (۷) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔
رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے ان کی تعداد طاق ہوتی تھی یعنی تین، پانچ، سات۔ لیکن آپ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے، عید کی نماز پڑھ کر قربانی کر لیتے پھر قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔

(بحوالہ جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوة)

بعض لوگ سویاں پکانا ضروری خیال کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ جو چاہے پکائے اور چاہے نہ پکائے شرع میں اس (سویاں پکانے کی) تخصیص کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (بحوالہ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۲)

(۸) عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر دے دینا۔ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل، مرد و عورت پر واجب ہے جب کہ وہ زکوٰۃ کے نصاب کا مالک ہو چاہے اس پر سال نہ گزرا ہو۔ اپنی طرف سے اپنے نابالغ بچوں کی طرف جو زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو کلو) گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا۔

(۹) عید گاہ جلدی جانا۔

(۱۰) عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عید گاہ (میدان) میں ادا

فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے نماز کے لیے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے (اسوۃ رسول اکرم ﷺ ص: ۴۰۶)

جیسا کہ ایک مرتبہ عید کے روز بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۱۱) رسول اکرم ﷺ جس راستہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ

دوسرے راستہ سے تشریف لاتے (بخاری، ترمذی)

(۱۲) رسول اکرم ﷺ عید گاہ تک پیدل تشریف لے جاتے۔ (سنن ابن ماجہ، ترمذی)

اس پر عمل کرنا سنت ہے بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔ (اسوۃ رسول اکرم ﷺ ص: ۴۰۷)

(۱۳) رسول اکرم ﷺ نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد ادا فرماتے۔

(مشکوٰۃ باب صلوٰۃ العید)

(۱۴) عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ (عید الاضحیٰ میں باواز بلند کہنا چاہیے)

تکبیر کے کلمات یہ ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد

یہ بات عام ہے کہ نماز عید کے بعد آپس میں مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری خیال نہ کیا

جائے۔ ہاں جو لوگ باہر سے آتے ہیں اگر ان سے بوجہ ملاقات اور دنوں کی طرح اس روز بھی معانقہ یا مصافحہ کیا جائے کوئی حرج نہیں ہے۔

عید کے روز ایک دوسرے کو کلمات تہنیت (مبارک باد کے کلمات) دینا یا اس کے ہم مضمون لفظ سے جیسا کہ عید مبارک کہنا وغیرہ جائز اور فی الجملہ مستحب ہے بشرطیکہ بطور رسم کی پابندی کے ساتھ نہ ہو۔

(زوال السنۃ عن اعمال السنۃ: ص: ۳۴)

اللہ رب العزت ہم سب کو عید الفطر رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔